ازعدالت عظمیٰ

05اپریل1957

رامجی لال مودی
بنام
ریاست اُتر پردیش

(ایس آرداس چیف جسٹس، جافرامام، ایس کے داس، گووندامینن اوراے کے سرکارجج صاحبان۔)

مذہب کی توہین ۔اس طرح کی توہین کوقانون بنانا جرم ہے-آئینی جواز-اگراظہاررائے کی آزادی کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

مجموعہ تعزیرات ہند(ایکٹ XLV سال1860)،دفعہ 295A - بھارت کا آئین،آرٹیکل19(1)(a)،19(2)،25،26۔

یہ ایک پٹیشن تھی جس میں مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 295A کے قانونی جواز کوچیلنج کیا گیا تھااوراس کے تحت درخواست گزار ایک ماہانہ رسالے میں ایک مضمون کوشائع کرنے کے لیے سزا کو کالعدم کرنے کے لئےتھی جس کے وہ پرنٹر، پبلشراورایڈیٹر تھے۔ان کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ یہ اعتراض شدہ دفعہ آئین کے آرٹیکل19(1)(a) کے ذریعے دیے گئے اظہاررائے کی آزادی کے ان کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کرتا ہےاوردفعہ 19 کے شق (2) کے تحت عوامی نظم ونسق کے مفاد میں حق پرمعقول پابندیاں عائد کرنے والا قانون نہیں تھا، جوصرف اس کا جواز پیش کرسکتا تھا۔

مانا گیا کہ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 295A آئین کےآرٹیکل 19 کی شق (2) کےتحفظ کے ساتھ ٹھیک تھااوراس کی اہمیت سوال سے بالاترتھی۔

آرٹیکل19 کی ترمیم شدہ شق (2)میں پائے جانے والے"مفادمیں"بیان محاورہ کااثراس شق کے ذریعہ فراہم کردہ تحفظ کوبہت وسیع بنانے کا تھااورایک ایسا قانون جو براہ راست امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیےنہیں بنایا گیا تھا، اس کے تحفظ میں ہوگا اگرایسی سرگرمیاں جن کی سزادی جاتی ہے وہ عوامی انتشارکاباعث بنتی ہیں۔

دیبی سورون بنام ریاست بہار،اے۔آئی۔آر۔(1954)پٹ۔254 کاحوالہ دیا گیا۔

یہ تجویز کرنامضحکہ خیزتھاکہ جرم کے طور پر مذہب کی توہین کاعوامی نظم وضبط پر کوئی اثرنہیں پڑسکتا تاکہ آرٹیکل کےتوضیعات کے پیش نظر آرٹیکل19 کی شق (2)کوراغب کیا جاسکے۔آئین کی دفعہ 25اور26 جس نے مذہبی آزادی کی ضمانت دیتے ہوئے اسے واضح طور پر عوامی نظم وضبط کےتابع کردیا۔

نہ ہی، مجموعہ تعزیرات بھارت دفعہ 295A کی زبان اوراجزاء کےحوالے سے، یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ اس کی طرف سے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:09
I attest to the accuracy and integrity of this document

لگائی گئی پابندیوں کو آئین کی حدود میں آنے والے مقاصد کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

رومیش تھاپر بنام ریاست مدراس، (1950) ایس سی آر 594؛ برج بوشن بنام ریاست دہلی، (1950) ایس سی آر 605 اور چنتمان راؤ بنام ریاست مدھیہ پردیش، (1950) ایس سی آر 759، غیر موزوں قرار دیا گیا۔

بنیادی دائرہ اختیار فوجداری: پٹیشن نمبر 252 سال 1956۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت پٹیشن۔

درخواست گزار کی طرف سے ویداویاس، ایس کے کپور اور گنپت رائے۔

جواب دہندگان کی طرف سے سی ماتھر اور سی پی لال۔

5 اپریل 1957 کو عدالت کا فیصلہ داس چیف جسٹس کے ذریعے دیا گیا تھا۔ یہ آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی گئی ایک پٹیشن ہے جس میں اس اعلان کے لیے استدا کی گئی ہے کہ مجموعہ تعزیرات بھارت کے دفعہ 295A کے دائرہ اختیار سے باہر اور غیر آئینی ہے اور اس دفعہ کے تحت درخواست گزاروں کی سزا کو کالعدم قرار دینے والی سرٹیریری نوعیت کی رٹ اور ضمنی ریلیف کے لیے درخواست کی گئی ہے۔

مادی حقائق ایک تنگ کمپاس کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ درخواست گزار گورکشک نامی ماہانہ رسالے کا ایڈیٹر، پرنٹر اور ناشر ہے۔ یہ رسالہ گائے کے تحفظ کے لیے وقف ہے۔ جولائی یا اگست 1954 میں الہ آباد کے ایک ہندی روزنامہ اخبار 'امرت پتریکا' نے گدھے کے بارے میں ایک مضمون یا کارٹون چھاپ کر شائع کیا جس پر اتر پردیش کے مسلمانوں نے تحریک شروع کی تھی۔ 'امرت پتریکا' کے ایڈیٹر اور پرنٹر اور ناشر پر ریاست نے مقدمہ چلایا تھا، لیکن آخر کار الہ آباد عدالت عالیہ نے انہیں بری کر دیا۔ اس دوران اس مسلے میں، کارتک سموت 2009 کے مہینے کے شمارے میں بمطابق نومبر 1952، درخواست گزار کے رسالے ' گورکشک ' میں ایک مضمون شائع ہوا۔ 12 'دسمبر 1952 کو ریاستی حکومت نے مذکورہ آرٹیکل کی بنیاد پر درخواست گزار کے خلاف قانونی کارروائی کا حکم دیا۔ اس کے مطابق 8 جون 1953 کو ضلع مجسٹریٹ، کانپور کی عدالت میں سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، کانپور نے درخواست گزار کے خلاف مجموعہ تعزیرات بھارت کے ذیلی دفعہ 153A اور 295A کے تحت جرائم کے لیے شکایت درج کرائی تھی۔ مجسٹریٹ نے 5 اگست 1953 کے اپنے حکم کے ذریعے درخواست گزار پر ذیلی دفعہ 153A اور 295A کے تحت الزام عائد کیا اور درخواست گزار کو مقدمے کی سماعت کے لیے کانپور کی سیشن عدالت میں پیش کیا۔ درخواست گزار نے قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی۔ سیشن جج نے 16 نومبر 1953 کے اپنے فیصلے کے ذریعے درخواست گزار کو دفعہ 153 اے کے تحت الزام سے بری کر دیا لیکن اسے دفعہ 295 اے کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے 18 ماہ کی سخت قید اور 2000 روپے کا جرمانہ اور جرمانے کی ادائیگی نہ کرنے پر مزید 4 ماہ کی سخت قید کی سزا سنائی۔ درخواست گزار نے الہ آباد کی عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی۔ قابل سنگل جج نے 25 اکتوبر 1956 کے اپنے فیصلے میں کہا کہ یہ مضمون مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے جان بوجھ کر اور بد نیتی پر مبنی ارادے سے شائع کیا گیا تھا اور درخواست گزار مجموعہ تعزیرات بھارت کے دفعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:09
I attest to the accuracy and
integrity of this document

295A کے تحت مجرم تھا۔ تاہم قابل جج نے قید کی سزا کو صرف 12 ماہ اور جرمانے کی رقم کو 2000 روپے سے کم کر کے صرف 250 روپے کر دیا۔ آرٹیکل 132 اور 134 کے تحت اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے سند کی درخواست کو عدالت عالیہ نے 30 اکتوبر 1956 کو مسترد کر دیا۔ درخواست گزار نے 25 اکتوبر 1956 کے الہ آباد عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی اپیل کے لیے اس عدالت کا رخ کیا۔ درخواست گزار نے 5 دسمبر 1956 کو بھی مذکورہ بالا ریلیف کے لیے دفعہ 32 کے تحت موجودہ درخواست پیش کی۔ درخواست گزار نے سزا پر روک لگانے کے لیے رٹ پٹیشن کے ساتھ اس عدالت میں درخواست بھی دی۔ 18 دسمبر 1956 کو اس عدالت نے روک کی درخواست اور خصوصی اجازت کی درخواست دونوں کو مسترد کر دیا۔ دفعہ 32 کے تحت درخواست اب سماعت کے لیے آئی ہے۔ غالباً درخواست گزار نے ہتھیار ڈال دیے اور قید کی سزا کاٹ رہا ہے۔

اس عرضی کی حمایت میں پیش ہونے والے قابل وکیل نے زور دیا ہیں کہ مجموعہ تعزیرات بھارت کے دفعہ 295A غیر موثر اور کالعدم ہے کیونکہ یہ ہمارے آئین کے آرٹیکل 19 (1) (a) کے ذریعے بھارت کے شہری کی حیثیت سے اظہار رائے کی آزادی کے حق میں مداخلت کرتی ہے۔ دلیل ہے کہ اس دفعہ کی حمایت آرٹیکل 19 (1) (a) کے ذریعہ دیئے گئے حق کے استعمال پر معقول پابندیاں عائد کرنے والے قانون کے طور پر نہیں کی جاسکتی جیسا کہ مذکورہ آرٹیکل کے شق (2) میں فراہم کیا گیا ہے۔ قابل وکیل کا کہنا ہے کہ شق (2) میں عوامی نظم وضبط کا مفاد ہی واحد چیز ہے جس پر ممکنہ طور پر ریاست اعتراض شدہ دفعہ کی صداقت کے اپنے دعوے کے جواز کے طور پر انحصار کرسکتی ہے۔ وکیل کا کہنا ہے، اظہار رائے کی آزادی میں مداخلت کرنے والا قانون اور اس کی خلاف ورزی کے لیے سزا عائد کرنا "امن عامہ کے مفاد میں" صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے جب عوامی بدامنی کے امکان کو جرم کا جزو بنایا جائے اور عوامی بدامنی کی روک تھام قریب ترین معاملہ ہو نہ کہ دور دراز کے غور وفکر کا۔ قابل وکیل بتاتے ہیں کہ بھارت کے شہریوں کے کسی بھی طبقے کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کرنا تمام معاملات میں عوامی انتشار کا باعث نہیں بن سکتا ہے حالانکہ یہ کچھ معاملات میں ایسا کرسکتا ہے۔ لہذا، جہاں ایک قانون، جیسا کہ اعتراض شدہ دفعہ کرتا ہے، زبان میں اظہار رائے کی آزادی کے بنیادی حق کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کا اختیار دیتا ہے تا کہ اس طرح کے حق کو متاثر کرنے والی آئینی طور پر جائز قانون سازی کی حد کے اندر اور اس کے بغیر پابندیوں کا احاطہ کیا جاسکے، عدالت کو اسے اس حد تک بھی برقرار نہیں رکھنا چاہیے جب تک کہ اس کا اطلاق آئینی طور پر قابل اجازت حدود میں ہو کیونکہ یہ منقطع نہیں ہے۔۔ جب تک کہ آئین میں منظور شدہ مقاصد کے لئے اس کے لاگو ہونے کے امکان کو دور نہیں کیا جاسکتا، ماہرین کے مطابق، اسے مکمل طور پر غیر آئینی اور کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ رومیش تھپر بنام ریاست مدراس (1) اور برج بوشان بنام ریاست دہلی (2) کے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے۔

رمیش تھپر کے معاملے میں، مدراس عوامی امن امان برقراری ایکٹ، 1949 کی دفعہ 9 (1A) کے ذریعے انہیں دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، مدراس کے گورنر نے اس بات سے مطمئن ہو کر کہ عوامی تحفظ اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کے مقصد سے ایسا کرنا ضروری تھا، ریاست مدراس یا بمبئی میں شائع ہونے والے انگریزی ہفتہ وار 'کراس روڈز' کے عنوان سے اخبار کے کسی بھی حصے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:09
I attest to the accuracy and integrity of this document

میں داخلے یا گردش، فروخت یا تقسیم پر پابندی لگادی۔

اعتراض شدہ دفعہ 9(1A) ایک قانون تھا جو عوامی تحفظ اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کے مقصد سے نافذ کیا گیا تھا۔'پبلک آرڈر کو وسیع تر مفہوم کا اظہار کہا جاتا تھا اور یہ اس سکون کی حالت کی نشاندہی کرتا تھا جو حکومت کی طرف سے نافذ کردہ داخلی ضابطے کے نتیجے میں ایک سیاسی معاشرے کے اراکین میں غالب تھی جسے انہوں نے قائم کیا تھا۔'اس حصے میں استعمال ہونے والے 'پبلک سیفٹی' کو 'پبلک آرڈر' کے وسیع تر تصور کے حصے کے طور پر لیا گیا تھا۔آرٹیکل 19 کی شق (2)، جیسا کہ اس وقت موجود تھی، کسی ایسے معاملے سے متعلق قانون کی حفاظت کرتی ہے جو ریاست کی سلامتی کو کمزور کرتا ہے یا ریاست کا تختہ الٹنے کا رجحان رکھتا ہے۔ پبلک سیفٹی یا پبلک آرڈر کی کچھ خلاف ورزی ممکنہ طور پر ریاست کی سلامتی کو کمزور کرسکتی ہے یا ریاست کا تختہ الٹنے کا رجحان رکھتی ہے، لیکن یکساں طور پر ممکنہ طور پر پبلک سیفٹی یا پبلک آرڈر کی بہت سی خلاف ورزیوں کا یہ رجحان نہیں بھی ہوسکتا ہے۔لہذا، ایک ایسا قانون جو عوامی تحفظ یا عوامی نظم وضبط کی خلاف ورزی کو روکنے کے لیے اظہار رائے کی آزادی پر پابندیاں عائد کرتا ہے جو ریاست کی سلامتی کو کمزور نہیں کرسکتا ہے یا ریاست کو حد سے زیادہ پھینکنے کا رجحان رکھتا ہے، آرٹیکل 19 کی شق (2) کے تحفظ کا دعوی نہیں کرسکتا۔ دفعہ 9(1-اے) کو چیلنج کیا گیا تھا کیونکہ اس میں مذکورہ بالا سرگرمیوں کی دونوں اقسام کو شامل کیا گیا تھا اور چونکہ دفعہ کو الگ نہیں کیا گیا تھا اس لیے پورے حصے کو خراب قرار دیا گیا تھا۔

برج بوشان کے معاملے (مذکورہ) میں۔مشرقی پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ، 1949 کے دفعہ کا 7(1)(C)، جیسا کہ صوبہ دہلی تک پھیلا ہوا ہے، غور کے لیے پیش کیا گیا۔اس سیکشن میں کہا گیا ہے کہ "صوبائی حکومت یا اس کی طرف سے کوئی بھی مجاز اتھارٹی، اگر اس بات سے مطمئن ہو کہ عوامی تحفظ یا امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ کسی بھی سرگرمی کو روکنے یا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ایسی کارروائی ضروری ہے، تو پرنٹر، پبلشر یا ایڈیٹر کو لکھے گئے تحریری حکم نامہ کے ذریعے یہ مطالبہ کرسکتی ہے کہ کسی خاص موضوع یا مضامین کے طبقے سے متعلق کوئی بھی معاملہ اشاعت سے پہلے جانچ پڑتال کے لیے پیش کیا جائے۔"اس عدالت (فضل علی جج) کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ جس طرح یہ آرٹیکل 19(1)(A) کی طرف سے ضمانت شدہ اظہار رائے کی آزادی کے بنیادی حق پر پابندیاں عائد کرنے کا اختیار دیتی ہے تاکہ عوامی تحفظ اور نظم وضبط کی بحالی کے لیے نقصان دہ سرگرمیوں کو روکا جاسکے، یہ صرف کسی ایسے معاملے سے متعلق قانون نہیں تھا جو دفعہ 19 کی شق (2) کے معنی میں ریاست کی سلامتی کو کمزور کرتا ہو یا اس کی تباہی کا رجحان رکھتا ہو۔ جیسا کہ یہ اس وقت قائم تھا۔رومیش تھپر کے معاملے میں طے شدہ اصولوں کا اطلاق اس معاملے پر ہوا اور قانون کو کالعدم قرار دیا گیا۔

چنتامن راؤ بنام ریاست مدھیہ پردیش (1) کے معاملے میں بھی اس دلیل کی حمایت پر بھروسہ کیا گیا ہے کہ جہاں قانون میں استعمال ہونے والی زبان اتنی وسیع ہے کہ حق کو متاثر کرنے والی آئینی طور پر قابل اجازت قانون سازی کی حدود کے اندر اور اس کے بغیر کسی بنیادی حق پر پابندیوں کا احاطہ کرسکتی ہے اور اس کے آئین کے ذریعے منظور نہ کیے گئے مقاصد کے لیے لاگو ہونے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا، قانون کو مکمل طور پر کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

اس کے بعد عدالت نے رومیش تھاپر (مذکورہ) اور برج بوشن (مذکورہ) کے مقدمات کا فیصلہ کیا، آرٹیکل 19 کی شق (2) میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:09
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ترمیم کی گئی۔ شق (2)، جیسا کہ ترمیم کی گئی ہے، کسی قانون کی حفاظت کرتا ہے جہاں تک کہ ایسا قانون ریاست کی سلامتی، غیر ملکی ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ، شائستگی یا اخلاقیات یا توہین عدالت ہتک عزت یا کسی جرم کے لیے اکسانے کے حوالے سے آرٹیکل 19 کے ذیلی شق (1) کے ذریعے دیے گئے حق کے استعمال پر معقول پابندیاں عائد کرتا ہے۔" ہمارے غور کے لیے سوال یہ ہے کہ کیا اعتراض شدہ دفعہ کو مناسب طریقے سے ایک ایسا قانون کہا جا سکتا ہے جو عوامی نظم وضبط کے مفاد میں اظہار رائے کی آزادی کے بنیادی حق کے استعمال پر معقول پابندیاں عائد کرتا ہے۔ یہ دیکھا جائے گا کہ ترمیم شدہ شق میں استعمال ہونے والی زبان "کے مفاد میں" ہے نہ کہ " برقرار رکھنے کے لیے"۔ جیسا کہ ہم میں سے ایک نے دیبی سورون بنام ریاست بہار (2) میں نشاندہی کی ہے، کے مفادات میں" اظہار تحفظ کے دائرے کو بہت وسیع بناتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی قانون براہ راست امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے نہ بنایا گیا ہو اور پھر بھی ہوسکتا ہے کہ اسے امن عامہ کے مفاد میں نافذ کیا گیا ہو۔

اس بات کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ دفعہ 295A کو مجموعہ تعزیرات بھارت کے باب XV میں شامل کیا گیا ہے جو مذہبی معاملہ کے جرائم سے متعلق ہے نہ کہ باب VIII میں جو عوامی سکون کے خلاف جرائم سے متعلق ہے اور اس صورت حال سے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ مذہب سے متعلق جرائم کا امن وامان برقرار رکھنے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں مذہب سے متعلق جرم پیدا کرنے اور اظہار رائے کی آزادی پر پابندیاں عائد کرنے والا قانون آرٹیکل 19 کے شق (2) کے تحفظ کا دعوی نہیں کر سکتا۔ آئین کے آرٹیکلز 25 اور 26 کا حوالہ۔ جو مذہبی آزادی کے حق کی ضمانت دیتا ہے، یہ ظاہر کرے گا کہ یہ دلیل بالکل نا قابل قبول ہے۔ ان آرٹیکلز کی طرف سے یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ مذہبی آزادی کے حق کو واضح طور پر عوامی نظم وضبط، اخلاقیات اور صحت کے تابع بنایا گیا ہے۔ لہذا، یہ پیش گوئی نہیں کی جاسکتی کہ مذہبی آزادی کا امن عامہ کی بحالی پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا یا یہ کہ مذہب سے متعلق جرم پیدا کرنے والے قانون کو کسی بھی حالت میں امن عامہ کے مفاد میں نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ شرائط کے لحاظ سے یہ دونوں آرٹیکلز اس بات پر غور کرتے ہیں کہ عوامی نظم وضبط کے مفادات میں ان کی طرف سے ضمانت شدہ حقوق پر یہ پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں۔

اس کے بعد قابل وکیل نے اپنا موقف تبدیل کیا اور اپنے اعتراض کو کچھ حد تک مختلف انداز میں وضع کیا۔ قابل وکیل کا کہنا ہے کہ بھارت کے شہریوں کے کسی بھی طبقے کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کچھ معاملات میں عوامی فسادات کا باعث بن سکتی ہے، لیکن بہت سے معاملات میں، وہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں اور اس لیے، ایک ایسا قانون جو شہریوں کی اظہار رائے کی آزادی پر پابندیاں عائد کرتا ہے جس میں محض مذہب کی توہین کو جرم بنا کر توہین کی دونوں اقسام کا احاطہ کیا جائے گا، یعنی وہ جو عوامی فسادات کا باعث بن سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جو نہیں بھی ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک اس میں پہلی قسم کا احاطہ کیا گیا ہے، کہا جا سکتا ہے کہ یہ قانون آرٹیکل 19 کی شق (2) کے معنی میں عوامی نظم وضبط کے مفاد میں نافذ کیا گیا ہے، لیکن جہاں تک اس میں باقی قسم کا احاطہ کیا گیا ہے وہ اس شق کے تحت نہیں آئے گا۔ اس کے بعد دلیل یہ نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ جب تک آئین کی طرف سے منظور شدہ مقاصد کے لیے قانون کا اطلاق ہونے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جا سکتا، تب تک پورے قانون کو غیر آئینی اور کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ اعتراض شدہ حصے میں استعمال ہونے والی زبان

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:09
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے پیش نظر ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔سب سے پہلے آرٹیکل 19 کی شق (2) کو عوامی نظم وضبط کے مفاد میں اظہار رائے کی آزادی کے حق کے استعمال پر معقول پابندیاں عائد کرنے والے قانون کی حفاظت کرتی ہے، جو کہ عوامی نظم وضبط کی بحالی سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔اگر، اس لیے، بعض سرگرمیوں میں عوامی انتشار پیدا کرنے کا رجحان ہوتا ہے۔اس طرح کی سرگرمیوں کو جرم کے طور پر سزا دینے والے قانون کو "امن عامہ کے مفاد میں" معقول پابندیاں عائد کرنے والا قانون نہیں مانا جا سکتا حالانکہ بعض صورتوں میں وہ سرگرمیاں دراصل امن عامہ کی خلاف ورزی کا باعث نہیں بن سکتی ہیں۔اگلی جگہوں پر دفعہ 295A شہریوں کے کسی طبقے کی توہین یا مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کرنے کی کوشش کے کسی بھی اور ہر عمل کو سزا نہیں دیتا ہے لیکن یہ صرف ان توہین کے کاموں یا شہریوں کے کسی طبقے کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کرنے کی ان اقسام کی کوششوں کو سزا دیتا ہے، جو اس طبقے کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے جان بوجھ کر اور بدنیتی پر مبنی ارادے سے انجام دی جاتی ہیں۔نادانستہ یا لاپرواہی سے پیش کیے جانے والے مذہب کی توہین یا اس طبقے کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لیے کسی بے بنیاد یا بدنیتی پر مبنی ارادے کے بغیر اس سیکشن میں نہیں آتے۔یہ مذہب کی توہین کی بڑھتی ہوئی شکل کو تب ہی سزا دیتا ہے جب اسے اس طبقے کے مذہبی جذبات کو جان بوجھ کر ٹھیس پہنچانے اور بدنیتی پر مبنی ارادے سے انجام دیا جاتا ہے۔توہین کی اس بڑھتی ہوئی شکل کا حساب شدہ رجحان واضح طور پر امن عامہ میں خلل ڈالنے کے لیے ہے اور یہ دفعہ، جو اس طرح کی سرگرمیوں کو سزا دیتی ہے، دفعہ 19 (1) (A) کے ذریعے ضمانت شدہ اظہار رائے کی آزادی کے حق کے استعمال پر معقول پابندیاں عائد کرنے والے قانون کے طور پر آرٹیکل 19 کی شق (2) کے تحفظ کے اندر ہے۔اعتراض شدہ دفعہ کی طرف سے بنائے گئے جرم کے اجزاء کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہماری رائے میں، اس قانون کو آئین کی طرف سے منظور شدہ مقاصد کے لیے لاگو ہونے کا کوئی امکان نہیں ہو سکتا۔دوسرے لفظوں میں، دفعہ میں استعمال ہونے والی زبان اتنی وسیع نہیں ہے کہ دفعہ 19 (1) (A) کے ذریعہ ضمانت شدہ بنیادی حق کو متاثر کرنے والی آئینی طور پر جائز قانون سازی کی حدود کے اندر اور اس کے بغیر پابندیون کا احاطہ کر سکے، اور اس کے نتیجے میں، علیحدگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اور درخواست گزار کے قابل وکیل کے جن فیصلوں پر انحصار کیا جاتا ان کا اس معاملے پر کوئی اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

اوپر بیان کردہ وجوہات کی بناء پر، اعتراض شدہ دفعہ آرٹیکل 19 کے شق (2) کے تحفظ میں آتا ہے اور اس لیے اس درخواست کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:09
I attest to the accuracy and
integrity of this document